فداك أبي وأمي يا رسول الله ﷺ



بفیض روحانی نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت خلیفہ
و مظہر اعلی حضرت امام المناظرین شیر بیشۂ سنت الشاہ مفتی
حشمت علی خان قادری رضوی رضی المولیٰ عنہ

ماہنامہ حشمت ضیا

سنیت کا کام کریں گے   فتاویٰ رضویہ عام کریں گے

مدیر اعلی :- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی

محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی

ناشر - مکتبۂ حشمتیہ

ماہنامہ

حشمت ضیا

مارچ ۲۰۲۳ء

مدیر اعلی

نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت

علامہ مفتی **محمد مشارب الحشمت** صاحب قبلہ حشمتی

ناشر

مکتبۂ حشمتیہ

بفیضِ رُوحانی

شہزادی سلطنت الٰہیہ، خاتون جنت، جگر گوشۂ رسول، **سیدتنا فاطمۃ الزہراء** رضی المولیٰ عنہا

ثم

آل امام زین العابدین شہباز حقیقت سید عثمان علی مروندی معروف بہ **شہباز لعل قلندر** رضی المولیٰ عنہ

ثم

مادر حشمتیت، عارفہ کاملہ **حضور پیرانی دادی صاحبہ** رضی المولیٰ عنہا

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان حشمتی شمشیر

فاتح کشمیر امام حق **حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، عارف باللہ، قطب زمن

مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت،

مشکوۃ العارفین، جنید زماں **حضرت علامہ مفتی محمد ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت، محقق عصر، رئیس التحریر،

مصنف کتب کثیرہ **حضرت علامہ مفتی محمد فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت ودرستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پاجائے تو آگاہ فرماکر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کردی جائیگی۔

نعت شریف

سن لو خدا کے واسطے اپنے گدا کی عرض

از۔ حضور استاذ زمن علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمہ

سن لو خدا کے واسطے اپنے گدا کی عرض
یہ عرض ہے حضور بڑے بے نوا کی عرض

اُن کے گدا کے دَر پہ ہے یوں بادشاہ کی عرض
جیسے ہو بادشاہ کے دَر پہ گدا کی عرض

عاجز نوازیوں پہ کرم ہے تُلا ہوا
وہ دل لگا کے سنتے ہیں ہر بے نوا کی عرض

قربان اُن کے نام کے بے اُن کے نام کے
مقبول ہو نہ خاصِ جنابِ خدا کی عرض

غم کی گھٹائیں چھائی ہیں مجھ تیرہ بخت پر
اے مہر سن لے ذرّۂ بے دست و پا کی عرض

اے بے کسوں کے حامی و یاور سوا ترے
کس کو غرض ہے کون سنے مبتلا کی عرض

اے کیمیائے دل میں ترے دَر کی خاک ہوں
خاکِ دَر حضور سے ہے کیمیا کی عرض

اُلجھن سے دُور نور سے معمور کر مجھے
اے زُلفِ پاک ہے یہ اَسیرِ بلا کی عرض

دُکھ میں رہے کوئی یہ گوارا نہیں اُنہیں
مقبول کیوں نہ ہو دلِ درد آشنا کی عرض

کیوں طول دوں حضور یہ دیں یہ عطا کریں
خود جانتے ہیں آپ مرے مدعا کی عرض

دَامن بھریں گے دولتِ فضلِ خدا سے ہم
خالی کبھی گئی ہے **حسن** مصطفےٰ کی عرض

(ذوقِ نعت)

یارسول اللہ ﷺ میں بھوکا ہوں!

از-فقیہ العصر علامہ امام محمد عابد سندھی انصاری رضی المولیٰ عنہ

امام ابن جوزی علیہ الرحمہ نے "کتاب الوفا" میں حضرت ابو بکر بن المقری علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے:

میں (امام ابو بکر مقری)، امام طبرانی (امام ابو القاسم سلیمان) اور امام ابو الشیخ (ابو محمد عبد اللہ المعروف ابوالشیخ اصفہانی) حرم رسول میں موجود تھے اور ہمیں شدید بھوک لگی ہوئی تھی، جب عشاء کا وقت آیا تو ہم نے قبر رسول ﷺ پر حاضر ہو کر عرض کی، یارسول اللہ! بھوک لگ رہی ہے، پھر میں نے منہ پھیرا تو حضرت ابوالقاسم نے فرمایا کہ اب بیٹھ جاؤ کہ اب یا تو کوئی رزق آئے گا یا پھر موت، حضرت ابو بکر فرماتے ہیں کہ پھر میں اور ابوالشیخ سو گئے جبکہ طبرانی انتظار کرتے رہے کہ اچانک دروازے پر ایک علوی (حضرت علی مرتضی کی اولاد میں سے) آیا اور دروازہ کھٹکھٹانے لگا تو ہم نے دروازہ کھولا۔ تو اس کے ساتھ دو غلام تھے اور ان کے پاس تھیلے میں کھانے کی بہت ساری چیزیں تھیں تو ہم بیٹھ کر کھانے لگے اور گمان کرنے لگے کہ باقی بچا ہوا کھانا غلام اپنے ساتھ واپس لے جائیں گے لیکن وہ لوگ سب کچھ ہمارے ہی پاس چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

جب ہم کھانا کھا چکے تو اس علوی شخص نے کہا، کیا تم نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس بات کی شکایت کی تھی؟ بیشک میں نے حضور نبی کریم ﷺ ک وخواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے مجھے یہ سامان وغیرہ تمہارے پاس لانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

امام (شیخ الشام ابو عبد اللہ احمد بن یحییٰ) ابن الجلاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا اور حالت یہ تھی کہ میں کئی روز سے فاقہ کر رہا تھا پس میں قبر رسول پر آیا اور عرض کی میں تو آپ ﷺ کا

مہمان ہوں، یہ کہہ کر میں سو گیا پھر میں نے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی پس میں نے خواب ہی میں آدھی روٹی کھالی پھر اچانک میں بیدار ہوا تو آدھی روٹی میرے ساتھ ہی میں تھی۔

امام ابوالخیر اقطع (تیناتی مغربی) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

میں مدینہ منورہ میں فاقوں کی حالت میں حاضر ہوا حتی کہ پانچ دن مزید ایسے گزرے کہ میں نے کوئی چیز نہیں چکھی تو میں حضور نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہوا اور میں نے حضور ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، پر سلام پیش کیا اور عرض کی:

یا رسول اللہ ! میں آپ کا مہمان ہوں؟ اتنا عرض کر کے میں مزار شریف کے قریب ہی سو گیا تو میں نے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی دریں حال کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دائیں طرف اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بائیں طرف تھے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کے سامنے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے اٹھایا اور فرمانے لگے اُٹھو! حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہیں تو میں فوراً کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر حضور ﷺ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو حضور ﷺ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی اس میں سے میں نے آدھی کھالی پر جب میں بیدار ہوا تو باقی آدھی روٹی میرے ہاتھوں میں تھی۔ امام ابوعبداللہ محمد بن ابی زرعہ صوفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

میں نے اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ کا سفر کیا، ہمارے ساتھ عبدالرحمن خفیف بھی تھے، ہمیں شدید فاقہ لاحق ہو گیا، ہم رسول اللہ ﷺ کے شہر میں داخل ہوئے اور رات خالی پیٹ ہی گزاری اور میں ابھی بالغ نہیں ہوا تھا (برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے) میں بار بار اپنے والد کے پاس آتا اور کہتا کہ مجھے بھوک لگی ہوئی ہے، میرے والد روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ !

میں آج رات آپ ﷺ کا مہمان ہوں اور مراقبہ میں سر جھکا کر بیٹھ گئے۔

کچھ دیر بعد انہوں نے سر اٹھایا تو کبھی وہ روتے اور کبھی ہنستے ان سے وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ مجھے حضور سید عالم ﷺ نے اپنے دیدار سے نوازا اور مجھے کچھ درہم عنایت فرمائے ہیں، انہوں نے ہاتھ کھولا تو درہم موجود تھے، اللہ تعالیٰ نے ان میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ ہم شیراز لوٹنے تک ان میں سے خرچ کرتے رہے۔

امام احمد بن محمد صوفی علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

میں تین ماہ بادیہ پیمائی کرتا رہا، میرے جسم کی کھال پھٹ گئی اس کے بعد میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کیا پھر سو گیا خواب میں مجھے حضور سید عالم ﷺ نے اپنے جمال جاں افروز سے سرفراز فرمایا اور ارشاد فرمایا: احمد! آ گئے ہو؟ عرض کی: جی ہاں اور حضور میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اپنے دونوں ہاتھ کھولو، میں نے دونوں ہاتھ گدایانہ انداز میں آپ ﷺ کے سامنے پھیلا دیئے تو آپ نے میرے دونوں ہاتھ درہموں سے بھر دیئے، میں بیدار ہوا تو دونوں ہاتھ درہموں سے بھرے ہوئے تھے، میں اٹھا اور اپنے لیے روٹی خریدی اور فالودہ خریدا اور کھا کر اسی وقت جنگل کا رُخ کیا۔

امام ابن عساکر علیہ الرحمہ نے اپنی تاریخ میں سند کے ساتھ حضرت ابو القاسم ثابت بن احمد بغدادی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے:

انہوں نے شہر مدینہ میں قبر رسول ﷺ کے قریب ایک شخص کو دیکھا جو اذان دے رہا تھا جب اس شخص نے کہا " الصَّلواۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ " تو مسجد نبوی کے ایک خادم نے آکر اسے تھپڑ مارا وہ شخص رونے لگا اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے دربار میں میرے ساتھ ایسا سلوک کیا جا رہا

ہے؟ (اتنا عرض کرنا تھا کہ) اُس خادم کو فوراً فالج ہوا تو اسے اٹھا کر گھر لے جایا گیا جہاں تین دن کے اندر اس کا انتقال ہو گیا۔

ماقبل جتنے واقعات مذکور ہوئے انہیں امام ابن جوزی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "الوفاء" میں نقل کیا ہے نیز ان کے علاوہ امام محمد بن موسیٰ بن نعمان (مزالی مراکشی) نے اپنی کتاب (مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام علیه وعلی آله افضل الصلاة وأذکی السلام فی الیقظة و المنام) میں بھی ذکر کیا ہے۔

امام ابن نعمان (صاحب کتاب "مصباح الظلام") نے ان افراد سے نقل کیا جن کے ساتھ یہ واقعہ ہوا یا کسی دوسرے شخص سے نقل کیا ہے:

میں نے ابو اسحاق ابراہیم بن سعد علیہ الرحمہ کو فرماتے سنا کہ میں نبی اکرم کے شہر میں تھا اور میرے ساتھ تین فقراء بھی تھے ہم سب فاقے کی لپیٹ میں آگئے، میں نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، ہمارے لیے کسی بھی چیز کے تین سیر کافی ہیں۔ کچھ دیر کے بعد مجھے ایک شیخ ملا اس نے مجھے تین سیر عمدہ کھجوریں دے دیں۔

میں نے ابو محمد عبد السلام بن عبد الرحمن حسینی الفاسی علیہ الرحمہ کو فرماتے ہوئے سنا:

میں تین دن تک مدینہ منورہ میں مقیم رہا اور کچھ بھی کھانے کو نہیں ملا تو بے قرار ہو کر منبر رسول ﷺ کے پاس آیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور عرض کی، اے جد امجد! مجھے بھوک لگی ہے اور کھانے کو ثرید چاہیے اتنا کہنے کے بعد مجھے نیند نے آلیا تو میں سو گیا ابھی میں نیند ہی میں تھا کہ کسی نے آکر مجھے اٹھایا تو میں اٹھ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کے ہاتھوں میں لکڑی کا پیالہ ہے جس میں ثرید، گوشت، گھی اور دیگر کھانے کا سامان ہے، اس شخص نے مجھ سے کہا کہ کھاؤ، میں نے کہا یہ کہاں سے لائے ہو؟ اس نے کہا میرے چھوٹے بچے تین دن سے ایسے کھانے کی آرزو کر رہے تھے سو آج میں نے کچھ کام کیا جس کے نتیجے میں یہ کھانا تیار ہوا پھر میں سو گیا تو خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی

آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے ایک بھائی نے ایسے کھانے کی آرزو کی ہے اسے بھی کھلاؤ۔

میں نے شیخ ابو عبداللہ احمد بن ابی الامان علیہ الرحمہ کو فرماتے ہوئے سنا:

میں مدینۃ النبی ﷺ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے محراب کے پیچھے تھا اور سید مکثر قاسمی اس محراب کے پیچھے سوئے ہوئے تھے کہ اچانک وہ بیدار ہوئے اور پھر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے، سلام عرض کیا اور ہمارے پاس تشریف لائے تو مسکرا رہے تھے، روضۂ مقدسہ کے خادم شمس الدین صواب نے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں فاقے میں مبتلا تھا، میں گھر سے نکلا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس آیا اور حضور نبی کریم ﷺ سے استغاثہ کرتے ہوئے عرض کی کہ میں بھوکا ہوں، پھر میں سو گیا تو نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ نے مجھے دودھ کا پیالہ عطا فرمایا، میں نے وہ پی لیا یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اور وہ یہ ہے، انہوں نے اپنے منہ سے دودھ نکال کر اپنے ہاتھ پر ڈالا جو ہم نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

میں نے عبداللہ بن حسن دمیاطی علیہ الرحمہ کو فرماتے ہوئے سنا:

مجھے شیخ عبد القادر تنیسی نے "دمیاط" کی سرحد کے پاس بیان کیا کہ میں فقراء کے طریقے پر چل رہا تھا اور اسی حال میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور بھوک کی شکایت پیش کی، میں نے گندم کی روٹی، گوشت اور کھجور کی خواہش کا اظہار کیا، روضہ مقدس کی زیارت کے بعد میں آگے بڑھ گیا، نماز پڑھی اور سو گیا۔

اچانک میں نے محسوس کیا کہ کوئی مجھے نیند سے بیدار کر رہا ہے، میں اٹھا اور اس کے ساتھ چل دیا، وہ صورت و سیرت کے اعتبار سے حسین و جمیل جوان تھا، اس نے مجھے ثرید (شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی) کا پیالہ پیش کیا، اس میں بکری کا گوشت تھا، صیحانی (مدینہ منورہ کی کھجوروں کی ایک قسم) کی

کئی تہیں تھی نیز بہت سی روٹیاں تھیں جن میں جو کی روٹیاں بھی شامل تھیں، میں نے سب کچھ کھایا تو اس شخص نے مجھے تھیلے میں گوشت، روٹی اور کھجور ڈال کر دیں، اس نے بتایا کہ میں چاشت کی نماز کے بعد سویا ہوا تھا، مجھے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے مجھے یہ سب کچھ کرنے کا حکم دیا جو میں نے کیا ہے، آپ ﷺ نے ہی تمہاری طرف میری رہنمائی فرمائی اور روضہ مبارکہ میں تمہاری جگہ بھی بتائی اور تمہارے بارے میں بتایا کہ تم نے ان چیزوں کی درخواست کی ہے۔

میں نے اپنے دوست علی بن ابراہیم بن سوار بوصیری کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے عبد السلام بن ابی القاسم صقلی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ایک معتبر آدمی نے ان سے بیان کیا جس کا نام وہ بھول گئے:

اس شخص نے بیان کیا کہ میں مدینۃ النبی ﷺ میں تھا اور میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی، میں کمزور ہو گیا تو میں حجرہ مبارک پر حاضر ہوا (جس میں سرکار دوعالم ﷺ کی آرام گاہ ہے) اور عرض کی: اے اولین و آخرین کے سردار! میں مصر کا باشندہ ہوں، مجھے آپ کے پڑوس میں پانچ مہینے ہو گئے ہیں اور میں (فاقوں کے سبب) کمزور ہو گیا ہوں۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اللہ تعالی جل جلالہٗ سے اور آپ ﷺ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کسی شخص کو میرے لیے مقرر فرمائیں کہ وہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے یا یہاں سے نکلنے کا انتظام کر دے، پھر میں نے حجرۂ مقدسہ کے پاس چند دعائیں مانگیں اور منبر کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

اچانک ایک شخص حجرۂ مبارکہ کے پاس آیا اور کچھ دیر کھڑا ہو کر گفتگو کرتا رہا، وہ کہہ رہا تھا اے جد کریم! اے جد کریم! پھر وہ آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا اٹھو، میں اٹھ کر اس کے ساتھ چل دیا، وہ باب جبرائیل سے نکلا اور جنت البقیع کی طرف روانہ ہو گیا، اس سے بھی گزر کر آگے بڑھ گیا، وہاں ایک خیمہ لگا ہوا تھا، ایک لونڈی اور ایک غلام بھی موجود تھا، اس شخص نے ان دونوں کو حکم دیا کہ اٹھو اور

اپنے مہمان کے لیے کھانا تیار کرو، غلام اٹھا اس نے لکڑیاں جمع کیں اور آگ جلائی لونڈی نے اٹھ کر آٹا گوندھا اور گندم کی روٹی پکائی۔

اتنی دیر تک اس شخص نے مجھے گفتگو میں مصروف رکھا، یہاں تک کہ لونڈی روٹی لے آئی اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا، لونڈی گھی کا برتن لے آئی، گھی روٹی پر ڈالا، صیحانی کھجوریں بھی لے آئی، ان کو ملا کر عمدہ کھانا تیار کر یا، اس شخص نے کہا کہ کھاؤ میں نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور ہاتھ روک لیا، اس نے کہا اور کھاؤ، میں نے تھوڑا سا کھایا اور ہاتھ روک لیا، اس نے کہا کہ اور کھاؤ پھر میں نے کچھ کھایا پھر اس نے کہا کہ کھاؤ، میں نے کہا: جناب میں نے کئی مہینوں سے گندم کی پکی ہوئی چیز نہیں کھائی لہذا اب مزید نہیں کھا سکتا۔

اس نے آدھا حصہ جو الگ تھا اور جو کچھ مجھ سے بچا تھا وہ سب ایک تھیلی میں ڈالا، دو صاع کھجوریں تھیلی میں ڈالیں اور مجھ سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ میرا نام فلاں ہے۔

اس شخص نے مجھے کہا کہ میں تمہیں اللہ تعالی جل جلالہٗ کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ آئندہ میرے جد امجد کی بارگاہ میں شکایت نہ کرنا کیونکہ آپ کو یہ بات گراں گزرتی ہے، اس وقت کے بعد جب بھی آپ کو بھوک لگے تو آپ کا رزق آپ کے پاس پہنچ جائے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کسی شخص کو بھیج دے جو تمہارے یہاں سے روانہ ہونے کا ذریعہ بن جائے۔

اور غلام کو کہا کہ اس شخص کو میرے جد امجد ﷺ کے حجرۂ مبارکہ کے پاس چھوڑ آؤ، میں اس غلام کے ساتھ بقیع شریف کی طرف چل دیا، میں نے اسے کہا: تم واپس جاؤ اب میں پہنچ جاؤں گا، اس نے کہا جناب واللہ! میں آپ کو حجرہ مبارکہ تک پہنچائے بغیر واپس نہیں جا سکتا ورنہ نبی اکرم ﷺ میرے آقا کو اس کی اطلاع دے دیں گے، وہ غلام مجھے حجرہ شریف تک پہنچا کر واپس چلا گیا۔

میں وہ کھانا جو اس شخص نے دیا تھا چار دن تک کھاتا رہا پھر مجھے بھوک محسوس ہوئی تو وہی غلام میرے لیے کھانا لے آیا، اسی طرح وقت گزرتا رہا،

جب مجھے بھوک محسوس ہوتی وہ غلام کھانا دے جاتا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے ایک جماعت کو میرے لیے سبب بنادیا، میں ان کے ساتھ ''ینبع'' کی طرف روانہ ہو گیا اور یہ سب کچھ سیدنا محمد ﷺ کی برکت سے تھا۔

امام ابن نعمان (صاحب کتاب "مصباح الظلام") اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوالعباس احمد بن نفیس مقری تیونسی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں:

میں مدینہ منورہ میں تین دن تک بھوکا رہا پھر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! میں بھوکا ہوں؟ اس کے بعد میں نے ہلکی سی نیند لی تھی کی ایک لڑکی نے مجھے پاؤں سے اٹھایا اس کے اشارے پر میں اس کے ساتھ ہو لیا اس کے گھر پہنچا تو اس نے مجھے گندم کی روٹی کھجور اور گھی کھانے کو دیا۔

اور کہنے لگی اے ابوالعباس! کھاؤ مجھے میرے جد امجد ﷺ نے اس بات کا حکم دیا ہے اور آئندہ بھی تمہیں بھوک پریشان کرے تو ہمارے پاس چلے آنا۔

امام ابوسلیمان داؤد علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف الزیارۃ "(یعنی "البیسان والانتصار فی زیارۃ النبی المختار") میں ماقبل واقعات کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

ان تمام واقعات میں ایک بات واضح ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سوال کرنے والوں کی حاجت برلانے کے لیے جنہیں حکم دیا تو وہ سب افراد سادات کرام ہی تھے خصوصاً جب کہ کسی کو کھانا کھلانے کا معاملہ تھا تو اس میں خاص سادات ہی کو حکم دیا گیا کیونکہ اخلاقی اقدار کی بلندی کا بھی یہی تقاضہ ہے کہ جب کوئی مفلس سوال کرے تو اولاً خود عطا کرے یا پھر اپنے قریبی اہل وعیال کے ذریعے دے تو آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ کے بھی یہی شایاں ہے کہ پہلے تو بذات خود کرم فرماتے ہیں یا پھر اپنی اولاد کے ذریعے نوازتے ہیں۔

امام سید سمہودی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اس بارے میں بہت سے واقعات موجود ہیں بلکہ کچھ تو ہمارے ساتھ بھی ہوئے ہیں پھر آپ نے اپنے واقعات میں سے بھی کچھ بیان کیے لیکن ہم یہاں اختصار کے پیش نظر انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔

(رسائل امام عابد سندھی، صفحہ ۵۸)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

آیاتِ متشابہات کے باب میں اہلسنت کا اعتقاد

از: سرکار اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا خان قادری رضی المولیٰ عنہ

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

ھو الذی انزل علیک الکتٰب منہ اٰیت محکمٰت ھن ام الکتٰب و اُخرمتشٰبھٰت فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ ۝ ومایعلم تاویلہ الا اللہ م و الراسخون فی العلم یقولون اٰمنّا بہ کل من عند ربنا وما یذکرالا اولواالالباب ۝

(موضح القرآن میں اس کا ترجمہ یوں ہے۔ وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں پکی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی، اور دوسری ہیں کئی طرف ملتی، سو جن کے دل ہیں پھرے ہوئے وہ لگتے ہیں ان کے ڈھب والیوں سے، تلاش کرتے ہیں گمراہی اور تلاش کرتے ہیں اُن کی کل بیٹھانی، اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، اور جو مضبوط علم والے ہیں سو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے، اور سمجھائے وہی سمجھے ہیں جن کو عقل ہے۔ ۲

(۱ القرآن الکریم ۳/۷)

(۲ موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر ۱۲۱ تاج کمپنی لاہور ص ۶۲)

اور اس کے فائدے میں لکھا: اللہ صاحب فرماتا ہے کہ ہر کلام میں اللہ نے بعض باتیں رکھی ہیں جن کے معنی صاف نہیں کھلتے تو جو گمراہ ہو اُن کے معنی عقل سے لگے پکڑنے اور جو مضبوط علم رکھے وہ ان کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھے جو جڑ کتاب کی ہے اس کے موافق سمجھ پائے تو سمجھے اور اگر نہ پائے تو اللہ پر چھوڑ دے کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام ہے ۳ انتہی۔

(۳ موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر ۱۲۱ تاج کمپنی لاہور ص ۶۲)

اقول: (میں کہتا ہوں، ت) بات یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے قرآن مجید اتارا ہے ہدایت فرمانے اور بندوں کو جانچنے آزمانے کو،

یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیراً۔ ۴؎

اسی قرآن سے بہتوں کو گمراہ فرمائے اور بہتیروں کو راہ دکھائے۔

(۴؎ القرآن الکریم ۲/ ۲۶)

اس ہدایت وضلالت کا بڑا منشا قرآن عظیم کی آیتوں کا دو قسم ہونا ہے: محکمات جن کے معنی صاف بے دقت ہیں جیسے اللہ تعالٰی کی پاکی وبے نیازی وبے مثلی کی آیتیں جن کا ذکر اوپر گزرا، اور دوسری متشابہات جن کے معنٰی میں اشکال ہے یا تو ظاہر لفظ سے کچھ سمجھ ہی نہیں آتا جیسے حروفِ مقطعات الم وغیرہ یا جو سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ عزوجل پر محال ہے، جیسے:

الرحمن علٰی العرش استوی ۔

(وہ بڑا مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ت)

یا ثم استوٰی علی العرش ۔

(پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ت)

(۵؎ القرآن الکریم ۲۰/ ۵)

(۶؎ القرآن الکریم ۷/ ۵۴ و ۱۰/ ۳ وغیرہ)

پھر جن کے دلوں میں کجی وگمراہی تھی وہ تو ان کو اپنے ڈھب کا پاکر ان کے ذریعہ سے بے علموں کو بہکانے اور دین میں فتنے پھیلانے لگے کہ دیکھو قرآن میں آیا ہے اللہ عرش پر بیٹھا ہے، عرش پر چڑھا ہوا ہے، عرش پر ٹھہر گیا ہے۔ اور آیاتِ محکمات جو کتاب کی جڑ تھیں اُن کے ارشاد دل سے بھلا دیئے حالانکہ قرآن عظیم میں تو استواء آیا ہے اور اس کے معنی چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا، ہونا کچھ ضرور نہیں یہ تو تمہاری اپنی سمجھ ہے جس کا حکم خدا پر لگا رہے ہے۔

ما انزل اللہ بھا من سلطٰن ۔

(اللہ تعالٰی نے اس پر کوئی دلیل نازل نہ فرمائی۔ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۱۲/ ۴۰)

اگر بالفرض قرآن مجید میں یہی الفاظ چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا آتے تو قرآن ہی کے حکم سے فرض قطعی تھا کہ انہیں ان ظاہری معنی پر نہ سمجھو جو ان لفظوں

سے ہمارے ذہن میں آتے ہیں کہ یہ کام تو اجسام کے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم نہیں مگر یہ لوگ اپنی گمراہی سے اسی معنی پر جم گئے انہیں کو قرآن مجید نے فرمایا۔

الذین فی قلوبھم زیغ -

ان کے دل پھرے ہوئے ہیں۔

(۲القرآن الکریم ۳/۷)

اور جو لوگ علم میں پکے اور اپنے رب کے پاس سے ہدایت رکھتے تھے وہ سمجھے کہ آیات محکمات سے قطعاً ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان وجہت و جسم واعراض سے پاک ہے بیٹھنے، چڑھنے، بیٹھنے سے منزہ ہے کہ یہ سب باتیں اس بے عیب کے حق میں عیب ہیں جن کا بیان ان شاءاللہ المستعان عنقریب آتا ہے اور وہ ہر عیب سے پاک ہے ان میں اللہ عزوجل کے لیے اپنی مخلوق عرش کی طرف حاجت نکلے گی اور وہ ہر احتیاج سے پاک ہے ان میں مخلوقات سے مشابہت ثابت ہوگی کہ اٹھنا، بیٹھنا، چڑھنا، اترنا، سرکنا ٹھہرنا اجسام کے کام ہیں اور وہ ہر مشابہت خلق سے پاک ہے تو قطعاً یقیناً ان لفظوں کے ظاہری معنی جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں ہر گز مراد نہیں، پھر آخر معنی کیا لیں۔ اس میں یہ ہدایت والے دوروش ہوگئے۔

اکثر نے فرمایا جب یہ ظاہری معنی قطعاً مقصود نہیں اور تاویلی مطلب متعین و محدود نہیں تو ہم اپنی طرف سے کیا کہیں، یہی بہتر کہ اس کا علم اللہ پر چھوڑیں ہمیں ہمارے رب نے آیاتِ تشابہات کے پیچھے پڑنے سے منع فرمایا اور ان کی تعیین مراد میں خوض کرنے کو گمراہی بتایا تو ہم حد سے باہر کیوں قدم دھریں، اسی قرآن کے بتائے حصے پر قناعت کریں کہامنابہ کل من عندربنا۔

جو کچھ ہمارے مولیٰ کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے محکم تشابہ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے،

(۳القرآن الکریم ۳/۷)

یہ مذہب جمہور ائمہ سلف کا ہے اور یہی اسلم واولیٰ ہے اسے مسلک تفویض وتسلیم کہتے ہیں، ان ائمہ نے فرمایا استواء معلوم ہے کہ ضرور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور کیف مجہول ہے کہ اس کے معنی ہماری سمجھ سے وراء ہیں، اور ایمان اس پر واجب ہے کہ نص قطعی

قرآن سے ثابت ہے اور سوال اس سے بدعت ہے کہ سوال نہ ہوگا مگر تعیین مراد کے لیے اور تعین مراد کی طرف راہ نہیں اور بعض نے خیال کیا کہ جب اللہ عزوجل نے محکم متشابہ دو قسمیں فرما کر محکمات کو

ھنّ ام الکتب

فرمایا کہ وہ کتاب کی جڑ ہیں۔اور ظاہر ہے کہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے تو آیہ کریمہ نے تاویل متشابہات کی راہ خود بتادی اور ان کی ٹھیک معیار ہمیں سمجھادی کہ ان میں وہ درست و پاکیزہ احتمالات پیدا کرو جن سے یہ اپنی اصل یعنی محکمات کے مطابق آجائیں اور فتنہ وضلال و باطل و محال راہ نہ پائیں۔ یہ ضرور ہے کہ اپنے نکالے ہوئے معنی پر یقین نہیں کر سکتے کہ اللہ عزوجل کی یہی مراد ہے مگر جب معنی صاف و پاکیزہ ہیں اور مخالفت محکمات سے بری و منزہ ہیں اور محاورات عرب کے لحاظ سے بن بھی سکتے ہیں تو احتمالی طور پر بیان کرنے میں کیا حرج ہے اور اس میں نفع یہ

ہے کہ بعض عوام کی طبائع صرف اتنی بات پر مشکل سے قناعت کریں کہ انکے معنی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور جب انہیں روکا جائے گا تو خواہ مخواہ ان میں فکر کی اور حرص بڑھے گی۔

ان ابن ادم (عہ) لحریص علٰی ما منع ۲:

انسان کو جس چیز سے منع کیا جائے وہ اس پر حریص ہوتا ہے۔(ت)

عہ: رواہ الطبرانی ۳ و من طریقہ الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اس کو طبرانی نے روایت کیا اور دیلمی نے طبرانی کے طریق پر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

(۱) القرآن الکریم ۳/۷)

(۲) الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۸۸۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۲۳۱)

(۳) کشف الخفاء بحوالہ الطبرانی حدیث ۱۹۹/۱۶۷۴)

اور جب فکر کریں گے فتنے میں پڑیں گے گمراہی میں گریں گے، تو یہی انسب ہے کہ ان کی افکار ایک مناسب و ملائم معنی کی طرف کہ محکمات سے مطابق محاورات سے موافق ہوں پھیر دی جائیں کہ فتنہ و ضلال سے نجات پائیں یہ مسلک بہت علمائے متاخرین کا ہے کہ نظر بحال عوام اسے اختیار کیا ہے اسے مسلک تاویل کہتے یہ علماء بوجوہ کثیر تاویل آیت فرماتے ہیں

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

کرامات صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) (قسط اول)

از- امام المحققین علامہ محمد یوسف نبہانی رضی المولی عنہ

یہاں ہم چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کرامات کا ذکر حروف تہجی کے مطابق کرنے والے ہیں چونکہ صحابہ کرام ہی مصدر معجزات و کمالات سید العالمین صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ کے اولین فیض یافتہ ہیں اور امت کے وہی امام ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ امت کے سب سے پہلے وہی اولیاء قرار پائیں اور انہیں درویشان علوم نبوت سے فیض و عرفان کے چشمے پھوٹیں تو لیجئے ہم سب سے پہلے امام اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ

آپ کی ایک کرامت امام بخاری اور مسلم نے آپ کے صاحبزادے عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس تین مہمان آئے اور وہ خود شام کو کھانا کھانے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ کافی رات گزر گئی تو واپس پلٹے۔ بیگم صاحبہ نے عرض کیا، آپ کو مہمانوں کا خیال نہیں رہا؟ پوچھنے لگے کہ کیا تم نے انہیں شام کا کھانا نہیں کھلایا؟ کہنے لگیں، انہوں نے آپ کے آئے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بخدا میں بالکل اب کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پھر فرمانے لگے کھاؤ! مہمانوں میں سے ایک فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! جو لقمہ بھی ہم اٹھاتے تو نیچے والا کھانا پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتا۔ ہم سب سیر ہوگئے اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کھانے کو دیکھا تو پہلے جتنا یا اس سے بھی زیادہ پایا۔ اپنی بیوی سے فرمانے لگے، اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا میری آنکھوں کی ٹھنڈک! یہ تو اب پہلے سے تین گنا زیادہ ہو چکا ہے۔ صدیق اکبر نے بھی اس سے کھایا۔ فرمانے لگے، وہ قسم تو شیطان کی کوشش تھی۔ پھر یہ کھانا حضور علیہ الصلوۃ والسلام

کے پاس لئے گئے، صبح کھانا حضور کی خدمت میں تھا۔ ان دنوں مسلمانوں اور ایک اور قوم کے درمیان عہد تھا، عرصہ پورا ہوگیا۔ ہم نے بارہ آدمیوں کو بانٹ دیا۔ ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کتنے آدمی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھانا انہیں بھیج دیا، اوران سب نے وہ کھانا کھایا۔

دوسری کرامت یہ ہے کہ جناب عروہ بن زبیر حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت صحیحہ میں بیان فرماتے ہیں: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ام المومنین کے لئے مقام غابہ کے مال سے بیس وسق (ایک وسق ساٹھ صاع اور ایک صاع قریباً چار سر) متعین فرمائے تھے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد ہوا کہ پیاری بیٹی! میری وفات کے بعد آپ کا غنی ہونا مجھے بہت مرغوب ہے اور آپ کا میری وفات کے بعد محتاج ہونا مجھے سخت دشوار ہے۔ میں نے آپ کے لئے بطور عطیہ بیس وسق مقرر کئے تھے۔ اگر آپ وہ مال لے چکی ہوتیں تو بہت اچھا ہوتا مگر اب وہ مال وراثت ہے۔ اب آپ کے ساتھ دو بھائی اور دو بہنیں بھی وراثت میں شریک ہیں۔ قرآن حکیم کے ارشاد کے مطابق تقسیم کرلینا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگیں میرے محبوب والد! اگر بے شمار مال ہوتا تب بھی میں اسے چھوڑ دیتی (صرف بیس وسقوں کی کیا بات ہے) لیکن میری بہن تو صرف اسماء ہیں۔ یہ دوسری کون ہیں؟ جن کا ذکر آپ فرمارہے ہیں۔ صدیق نے فرمایا وہ جو ماں کے پیٹ میں ہے وہ لڑکی ہے۔ (جب وضع حمل ہوا) تو وہ بچی ہی تھی۔

صدیق اور علم مافی الارحام

علامہ تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں دو کرامتیں ہیں: پہلی یہ کہ وہ اسی مرض میں وفات فرما جائیں گے کیونکہ آپ نے فرمایا اب وہ مال وارثوں کا مال ہے دوسری یہ کہ وفات کے بعد ان کی اولاد ہوگی اور وہ بچی ہوگی۔ اس کے ظاہر کرنے کا بھید یہ ہے کہ آپ حضرت صدیقہ کے دل کو مائل و نرم کررہے تھے کیونکہ دیا ہوا مال جس پر تا حال سیدہ نے قبضہ نہیں فرمایا تھا، واپس لے رہے تھے لہذا

اب انہیں صرف اپنا حصہ لینا ہو گا۔ اور اس مال میں ان کے دو بھائی اور دو بہنیں بھی حصہ دار ہوں گی، اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ان کے دل کو مائل فرما رہے تھے اور مقصود استراحت قلبی تھی۔ یہ فقرہ کہ اپنی وفات کے بعد میں آپ کو غنی دیکھنا چاہتا ہوں اور یہ مال کسی اور اجنبی یا دور کے رشتہ دار کو نہیں مل رہا ہے بلکہ آپ کے بھائیوں اور بہنوں کو ہی مل رہا ہے، ان فقروں میں بے حد رفق و نرمی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک اور عظیم الشان کرامت کا ذکر سورۂ کہف کی تفسیر فرماتے ہوئے امام فخر الدین رازی نے کیا ہے حالانکہ وہ بہت ہی کم کرامات صحابہ بیان فرماتے ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

امام رازی کہتے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جب ان کا جنازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے دروازے کے سامنے آیا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں درخواست کی گئی یا رسول اللہ! صلوات اللہ علیک یہ ابو بکر ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازۂ مقدس پر حاضر ہیں (ان کے لئے اب کیا حکم ہے) دروازہ دفعتہ کھل گیا روضۂ انور سے ہاتف نے آواز دی محبوب کو محبوب کے پاس لے آؤ۔

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ

امام بیہقی اور علامہ ابو نعیم نے حضرت قیس سے روایت کی ہے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک برتن سے کھانا تناول فرما رہے تھے کہ وہ برتن تسبیح کہنے لگ گیا۔ یہ روایت میں نے اپنی کتاب "حجتہ اللہ" میں بھی بیان کی ہے۔ پھر میں نے علامہ مناوی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب طبقات کا مطالعہ کیا تو اس میں بھی عبارت یونہی پائی۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک برتن میں کھانا تناول فرما رہے تھے تو برتن نے تسبیح پڑھنا شروع کر دی۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی ہنڈیا کی عجیب حالت

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ایک دن ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف فرما تھے کہ ہنڈیا سے آواز بلند ہوئی۔ اس طرح آواز نکلی جس طرح بچے کی آواز ہوتی ہے پھر تسبیح کی آواز بلند ہونے لگی پھر ہنڈیا الٹ گئی۔ پھر دوبارہ اپنی جگہ پر خود بخود آ گئی۔ مگر اس سے کوئی چیز بھی باہر نہ گری۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حیران ہو کر پوچھنے لگے ابو درداء! دیکھئے ایسا تو کبھی نہیں ہوا؟ ابو درداء نے فرمایا اگر جناب خاموش رہتے تو اللہ کریم کی بڑی بڑی آیات ملاحظہ فرماتے۔ برتن کے تسبیح کہنے کا ذکر حضرت قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے۔

سیدنا ابو عبس بن جبیر رضی اللہ عنہ

امام حاکم، امام بیہقی اور امام نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث ابو عبس بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرتے پھر بنی حارثہ کے محلے میں واپس آ جایا کرتے، ایک رات بارش اور اندھیرا تھا وہ جب مسجد نبوی سے نکلے تو ان کی لاٹھی روشنی دینے لگی اور وہ اس روشنی میں بنی حارثہ کے محلے پہنچے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

امام حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک سمندری جتھے کا امیر بنا کر بھیجا۔ جب جہاز رات کو سمندر میں چل رہا تھا تو اوپر سے کسی منادی نے پکارا، آیئے میں آپ کو اس فیصلے کی اطلاع دوں جو اللہ کریم نے اپنی ذات کے لئے فرمایا اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ جو شخص شدید گرمی کے دن اللہ کریم کیلئے پیاسا رہتا ہے اللہ کا حق ہے کہ وہ اسے پیاس کے دن (قیامت کے دن) پانی پلائے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

ان کی ایک کرامت وہ ہے جو علامہ مناوی نے اپنی کتاب ''طبقات کبری'' میں نقل فرمائی ہے۔ یہ

روایت انہوں نے تاریخ ابن النجار اور رحلہ ابن الصلاح سے مشہور فقیہ علامہ زنجانی کے واسطے سے روایت کی ہے۔ زنجانی کہتے ہیں کہ شیخ ابو اسحاق شیرازی نے یہ واقعہ قاضی ابو الطبیب سے روایت کیا۔ قاضی صاحب کہنے لگے ہم مناظرہ کے ایک حلقہ میں تھے کہ ایک خراسانی نوجوان آیا اور اس نے مصرات (وہ بھینس جسے کافی دیر نہ دوہا گیا ہو تاکہ دودھ جمع ہو جائے تو گاہک زیادہ دودھ سمجھ کر خرید لے) کے بارے میں سوال کیا اور دلیل مانگی۔ بخاری و مسلم میں اس موضوع پر جو روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اس کے سامنے بطور دلیل پیش کی گئی (سائل حنفی تھا) کہنے لگا ابو ہریرہ کی احادیث مقبول نہیں۔

ابھی فقرہ بھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ ایک سانپ اس پر گرا لوگ بھاگ کھڑے ہوئے وہ سانپ سب کو چھوڑ کر صرف اس جوان کے پیچھے بھاگنے لگا۔ جوان نے جب یہ کیفیت دیکھی تو چلایا: میری توبہ، میری توبہ، میری توبہ دفعتہ توبہ کی آواز سن کر سانپ غائب ہو گیا۔

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ

امام بیہقی اور حضرت ابن عساکر رضی اللہ عنہما نے متعدد اسناد کے ذریعے ابو غالب کی سند سے یہ روایت حضرت ابو باہلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی قوم کے پاس بھیجا میں وہاں پہنچا تو مجھے خوب بھوک لگ رہی تھی۔ وہ خون کھائے جا رہے تھے مجھے بھی کھانے کی دعوت دی۔ میں نے انہیں کہا میں تو تمہیں اس سے روکنے کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے میرا تمسخر اڑایا۔ میری تکذیب کی اور وہاں سے مجھے نکال دیا۔ میں تھکا ہارا بھوک پیاس سے مر رہا تھا۔ میں اسی حالت میں سو گیا۔ خواب میں ایک صاحب آئے مجھے ایک دودھ والا برتن دیا میں نے برتن پکڑا اور خوب سیر ہو کر پیا۔ میرا پیٹ اچھی طرح بھر گیا۔ میری قوم کے لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے بھائی! قوم کا ایک سردار آیا تھا اور تم نے اسے واپس لوٹا دیا۔ اب جاؤ اسے اس کی پسند کا کھانا پینا پیش کرو۔ وہ کھانا پینا لے کر میرے پاس آئے میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں کہنے لگے ابھی تو آپ بھوک اور پیاس

کی شدت میں مبتلا تھے۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ میرے اللہ نے مجھے کھلا پلا دیا ہے۔ میں نے انہیں اپنا پیٹ بھی دکھادیا۔ یہ دیکھ کر وہ سب مسلمان ہوگئے۔ ابن عساکر کی کچھ اسنادیوں ہے کہ میں دعوت اسلام دیتا تھااور وہ انکار کرتے تھے۔ میں نے انہیں کہاتمہارا بیڑا غرق ہو مجھے سخت پیاس لگی ہے ایک گھونٹ پانی تو دے دو کہنے لگے ہم تو پانی نہیں دیں گے بلکہ تجھے پیاس سے بلک بلک کر مرتا دیکھیں گے، مجھے غصہ آیا میں نے کھلی چادر میں سر ڈال لیا۔ شدید گرمی میں گرم گرم زمین پر سو گیا۔ خواب میں ایک صاحب شیشے کا بہت خوبصورت گلاس بہت ہی لذیذ شربت سے بھرا لائے مجھے دے دیا، میں نے نوش جان کیا، شربت پی کر جاگ گیااس شربت کے بعد مجھے پیاس لگی اور نہ ہی اس شربت کے نوش کرنے کے بعد بھوک نے ستایا۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ

ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ابن ام مکتوم نابینا تھے۔ صبح تاڑ میں رہتے مگر کیا مجال کہ صبح کو تاڑنے میں وہ خطا کر جائیں۔ ادھر صبح ہوئی ادھر انہوں نے سحری کے خاتمہ کی اذان کہہ دی۔ ان کے نام میں بقول مصنف اسد الغابہ اختلاف ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کا نام عبد اللہ ہے اور کچھ کا خیال ہے کہ عمرو ہے۔ لہذا میں نے یہ دونوں نام چھوڑ کر کنیت پر اکتفا کیا ہے۔ اور انہیں ابن ام مکتوم کی نسبت سے ردیف الف میں لکھا ہے۔

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

ان کی یہ کرامت علامہ ابن اثیر نے اپنی کتاب اسد الغابہ میں انہی کی سند سے روایت کی ہے (وہ قرآن پاک بڑی پیاری آواز سے پڑھا کرتے تھے) فرماتے ہیں میرا گھوڑا بندھا ہوا تھا اور قریب ہی میرا ایک لڑکا سویا ہوا تھا۔ میں نے سورہ بقرہ تلاوت کی تو گھوڑا ناچنے اور جگالی کرنے لگا، میں صرف اپنے بیٹے کے خیال سے اٹھا (کہ گھوڑا اس پر نہ چڑھ جائے) میں نے پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر وجد میں آگیا پھر میں لڑکے کے خیال سے اٹھا۔ پھر پڑھنے لگا تو گھوڑے پر وہی مستی طاری ہوگئی۔ میں نے اوپر سر اٹھایا کہ ایک بادل نمایاں ہو کر اس پر ایستادہ ہے اور وہ آسمان

سے آرہا ہے۔ میں ہیبت زدہ ہو کر خاموش ہو گیا۔ صبح ہوئی تو منبع انوار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کر دیا، ارشاد ہوا وہ فرشتے تھے جو تیری آواز پا کر قریب آگئے تھے۔ اگر تم صبح تک تلاوت میں مصروف رہتے تو لوگ ان فرشتوں کو دیکھ لیتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

شیخ علوان حموی نے اپنی کتاب "نسمات الاسحار" میں حضرت بازلی کی کتاب "غایۃ المرام" کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ (یہ کتاب صحیح بخاری کے راویوں کے حالات پر مشتمل ہے) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی زمین تھی زمین کے نگران نے آپ سے شکایت کی کہ زمین سخت پیاسی ہے (یہ سن کر) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کر دی۔

نگران سے فرمانے لگے، دیکھ کوئی چیز نظر آرہی ہے؟ اس نے جواب دیا کچھ نظر نہیں آرہا۔ آپ پھر نماز میں محو ہو گئے۔ پھر فرمایا کیا کچھ نظر آرہا ہے؟ اس نے جواب دیا پرندے کے پر جتنا بادل دیکھ رہا ہوں، آپ نے نماز اور دعا جاری رکھی بارش برسی اور زمین سیراب ہو گئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نگران سے پوچھا بتائیے کہاں تک بارش پہنچی ہے؟ وہ کہنے لگا، آپ کی زمین سے آگے نہیں بڑھی۔ (صرف) آپ کی زمین کو ہی سیراب کیا ہے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ

شیخین (بخاری و مسلم) نے ان کے بھتیجے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ان کے چچا جناب انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد کے دن فرمایا تھا کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ مجھے احد کے دوسری طرف جنت کی خوشبو آتی ہے پھر وہ شہید ہو گئے (اور جنت کی مہکوں تک جا پہنچے)۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ

امام بیہقی اور علامہ ابو نعیم نے معاویہ بن حرمل سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حرہ سے آگ نکلی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری کے پاس

تشریف لائے اور فرمایا اس آگ کی طرف چلئے وہ ساتھ ہو لئے اور میں دونوں کے پیچھے چل پڑا۔ وہ آگ تک جا پہنچے۔ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے آگ کو پیچھے ہٹا دیا۔ حتیٰ کہ آگ گھاٹی میں جا پہنچی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے دیکھنے والا اور نہ دیکھنے والا ایک جیسے نہیں ہوتے۔ آپ نے یہ جملہ تین دفعہ دہرایا حضرت ابو نعیم کے الفاظ یہ ہیں: وہ مرزوق سے روایت فرماتے ہیں، کہتے ہیں کہ دور فاروقی میں آگ نکلی تو تمیم رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر شریف سے اسے ہٹانا شروع کر دیا وہ ہٹتی ہٹتی ایک غار میں جا پہنچی، فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ایسی ہی باتوں میں ہم آپ کی آزمائش کرتے ہیں۔

حضرت ثابت بن قیس رضی المولیٰ عنہ

حضرت بیہقی نے عبد اللہ بن عبید اللہ انصاری سے روایت کی ہے میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو دفن کیا آپ خطیب انصار اور غزوہ یمامہ کے شہید تھے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کو جنت کی بشارت عطا فرمائی تھی (جب آپ کو ہم قبر میں رکھنے لگے) تو آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے: "محمد رسول اللہ، ابو بکر صدیق، عمر شہید، عثمان سراپا نیکی ورحم"۔ (انہیں بولتا پاکر) ہم نے غور سے انہیں دیکھا تو بقید حیات نہ تھے۔ الشفاء میں قاضی عیاض نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے۔

حضرت حضر بن عدی رضی اللہ عنہ

آپ اور آپ کے ساتھی شام کے گاؤں عذراء میں مدفون ہیں۔ یہاں ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں شہید ہوئے تھے۔ عارف باللہ سیدی محمد حنفی نے "جامع صغیر" کے حاشیہ میں اس حدیث پاک کے تحت (مقام عذراء پر کچھ لوگ شہید ہوں گے جن کی شہادت کی وجہ سے اللہ کریم اور آسمان والے ناراض ہوں گے)۔

جیل میں دعا اور اس کا اثر

فرماتے ہیں سیدنا حجر رضی اللہ عنہ وضو اور طہارت کا بہت خیال رکھا کرتے تھے۔ جب انہیں

جیل میں ڈال دیا گیا تو انہیں بدخوابی ہوئی۔ جیل کے داروغہ سے نہانے کے لئے پانی طلب فرمایا وہ کہنے لگا میرے پاس تو صرف ایک شیر کپ (چھوٹا برتن) ہے فرمایا وہ مجھے دے دو تا کہ میں طہارت کر سکوں۔ داروغہ کہنے لگا اگر میں وہ پانی نہانے کے لئے آپ کو دے دوں تو پینے کے لئے کچھ نہیں رہے گا۔ اور آپ پیاس سے مر جائیں گے، اور مجھے حاکم جس نے آپ کو جیل میں ڈال رکھا ہے، قتل کر دے گا۔ شاید آپ مجھے مروادینا چاہتے ہیں۔اب حضرت نے بارش کے لئے اللہ کریم سے دعا مانگی۔ بارش ہوئی اور آپ نے طہارت فرمائی۔ قیدیوں نے درخواست پیش کی کہ ایک دعا ہماری اور اپنی رہائی کی بھی فرمادیں۔ فرمایا میں تو جیل میں رہنا ہی پسند کروں گا کیونکہ مجھے رب تعالیٰ کی قدرت اور ارادہ سے جیل ملی ہے اور بارش کی دعا تو صرف اس لئے تھی کہ پانی نہ ملتا تو عبادت نہیں ہو سکتی تھی۔ شیخ حنفی مرحوم فرماتے ہیں مقربین کا یہی حال ہوتا ہے (کہ رضائے الٰہی اور ارادۂ خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور رضا پر راضی ہو کر دعا نہیں کرتے)۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ

علامہ مناوی نے "طبقات" میں لکھا ہے کہ ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ایک آدمی نے آپ کی قبر اقدس پر رفع حاجت کی وہ پھر اس طرح بھونکنے لگا جس طرح کتے بھونکتے ہیں۔ اور اسی طرح بھونکتا بھونکتا مر گیا۔ اس کی قبر سے بھی کتے کے چیخنے کی طرح آواز آتی رہی۔

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ

امام شبلی با علوی اپنی کتاب "المشرع الروی" میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کرامات بیان کرتے ہوئے حضرت ابن شہاب زہری سے روایت کرتے ہیں: سب قاتلان حسین کو اسی دنیا میں سزا ملی۔ کچھ قتل ہوگئے، کچھ اندھے ہوگئے کچھ کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور کچھ کی حکومت تھوڑے سے عرصے میں ختم ہوگئی۔

دشمن حسین رضی اللہ عنہ کا انجام

عبداللہ بن حصین نے میدان جنگ میں آپ کو للکارا اور پانی روکتے ہوئے کہا، حسین ! اب پانی تو آسمان کے جگر کی طرح نایاب ہو گیا ہے۔ خدا کی قسم تو پانی کے ایک قطرے کے بغیر پیاس سے مر جائے گا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ ! اسے پیاس سے مار دے۔ وہ خبیث اس دعائے ہلاکت کے بعد پانی پیتا تھا اور اس کی پیاس نہیں بجھتی تھی اور پیاسا ہی مر گیا۔ حضرت امام حسین عالی مقام رضی اللہ عنہ نے پینے کے لئے پانی منگوایا تو وزعہ نامی ایک بد بخت نے آپ کو تیر مارا جو آپ کے تالو شریف میں لگا آپ پانی نہ پی سکے۔ حسین عالی مقام نے فرمایا، اللہ ! اسے پیاسا کر دے۔ وہ خبیث چیختا تھا کہ میرے پیٹ میں آگ ہے اور میری پیٹھ میں برف لگی ہے۔ وہ اپنے سامنے برف اور پنکھے رکھتا۔ اور اپنے پیچھے انگیٹھی رکھتا۔ اور کہتا مجھے پانی پلاؤ، مجھے پانی پلاؤ، اس کے سامنے ستو پانی اور دودھ کا اتنا بڑا برتن لایا جاتا کہ اگر پانچ آدمی پیتے تو انہیں کافی ہو رہتا۔ وہ اکیلا پی جاتا اور کہتا مجھے پانی پلاؤ میں پیاس سے مر رہا ہوں۔ اسے اسی طرح پانی پلایا جاتا رہا۔ اس کا پیٹ اونٹ کے پیٹ کی طرح بڑھ گیا۔ یہ دو کرامتیں علامہ ابن حجر ہیتمی نے "صواعق محرقہ" میں بھی بیان فرمائی ہیں۔

دشمن اہل بیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی

حضرت شبلی نے یہ بھی بیان فرمایا ہے ایک بوڑھے کو پتہ چلا کہ جن لوگوں نے بھی قتل حسین رضی اللہ عنہ میں حصہ لیا ہے مرنے سے پہلے ضرور مصیبت میں مبتلا ہوئے اس بد بخت نے بھی حصہ لیا تھا کہنے لگا، میں بھی کربلا میں حاضر تھا۔ مجھے تو آج تک کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ یہ کہہ کر چراغ ٹھیک کرنے کے لئے اٹھا۔ آگ بھڑک کر اسے لگ گئی۔ وہ زور زور سے چلا رہا تھا، آگ، آگ۔ اور مرنے تک یہی واویلا کرتا رہا۔ فرماتے ہیں ایک آدمی آپ کی شہادت کے وقت صرف حاضر تھا تو وہ اندھا ہو گیا۔ جب اس سے اندھا ہونے کا سبب پوچھا گیا تو کہنے لگا، میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اپنے بازوؤں سے قمیص پیچھے ہٹائی ہوئی ہے۔ آپ کے

کریم ہاتھ میں تلوار ہے اور آپ کے سامنے چمڑے کی ایک چادر بچھی ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کے دس قاتل آپ کے سامنے ذبح ہوئے پڑے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو لعنت فرمائی اور خفگی کا اظہار فرمایا۔ محض اس جرم پر کہ میں نے مخالفت نہ کرتے ہوئے بھی اس لشکر میں شامل ہو کر ان کی تعداد تو بڑھادی تھی۔ پھر آپ نے خون حسین کا ایک سرچو میری آنکھوں میں پھیر دیا۔ صبح جاگا تو نابینا تھا۔

فرماتے ہیں، ایک آدمی نے امام حسین عالی مقام رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اپنے گھوڑے کے گلے (قلادے) سے باندھ دیا کچھ دنوں کے بعد اس کا چہرہ لاکھ سے بھی زیادہ سیاہ تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تو ایک حسین ترین عرب تھا ایسا کیوں ہو گیا؟ کہنے لگا، جب سے میں نے سر مبارک اٹھایا تو ہر رات دو آدمی آتے ہیں، مجھے کندھے سے پکڑتے ہیں، پھر مجھے ایک بھڑکتی آگ کے پاس لے جاتے ہیں۔ مجھے اس میں دھکا دینا چاہتے ہیں، میں پیچھے ہٹتا ہوں مجھے آگے کھینچتے ہیں۔ پھر میں ایسا ہو گیا ہوں جیسا آپ دیکھتے ہیں وہ پھر بدترین انداز سے مر گیا۔ سیدنا امام حسین عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شہادت بروز جمعہ ٦١ ھ عاشورہ کو ہوئی۔

عم مصطفی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

ان کی ایک کرامت امام حاکم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان فرمائی ہے۔ آپ کی شہادت ہوئی تو آپ حالت جنابت میں تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے دیکھا فرشتے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے ہیں۔ علامہ ابن سعد نے حضرت حسین سے روایت بیان فرمائی ہے سید کل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے دیکھا فرشتے حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے تھے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا

امام بیہقی نے بسند واقدی حضرت فاطمہ خزاعیہ سے روایت کیا ہے میں قبر حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے گئی اور عرض کیا، اے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے عم محترم! آپ پر سلام ہو۔ انہوں نے جوابا ارشاد فرمایا: "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ میں نے یہ کلمات سنے۔ میں نے عارف باللہ شیخ محمود کردی شیخانی نزیل مدینہ منورہ کی کتاب "الباقیات الصالحات" میں لکھا دیکھا ہے کہ انہوں نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کی جب قبر اقدس پر کھڑے ہو کر سلام عرض کیا تو انہوں نے صحیح انداز سے سنا کہ قبر سے سلام کا جواب ملا ہے اور ساتھ ہی یہ حکم ملا ہے کہ جب ان کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام حمزہ رکھا جائے۔ فرماتے ہیں سچ مچ لڑکا ہی پیدا ہوا اور میں نے اس کا نام حمزہ ہی رکھا۔ انہوں نے اسی کتاب میں یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے روضۂ اقدس کے مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں سلام کا جواب مرحمت فرمایا۔ انہوں نے بھی اپنے کانوں سے پوری طرح سنا۔

زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم بیداری میں

سیدی شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "شرح صلوۃ الغوث الجیلانی" میں رقم فرمایا ہے کہ وہ حضرت شیخ محمود مذکور مرحوم کو ۱۲۰۵ھ میں مدینہ طیبہ میں ملے تھے۔ حضرت شیخ انہیں گھر لے گئے اور بڑے ادب و اکرام سے پیش آئے۔ اور بتایا کہ امام عاشقان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عالم بیداری میں ان کی بے شمار ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ چونکہ علامات صادقہ موجود تھیں لہذا حضرت نابلسی نے بھی ان کی تصدیق فرمائی۔ میں نے اپنی کتاب "سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین" میں مدلل طور پر ثابت کیا ہے کہ خواب اور بیداری دونوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار میں حاضری دی جاسکتی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ موضوع اتنا مدلل پہلے اور کسی کتاب میں زینت تحریر سے مزین نہیں ہوا تھا (اس موضوع پر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک کتابچہ لکھا تھا جس کا نام "تنویر الملک عن رؤیتہ النبی و

الملک" ہے اس میں بھی کافی روایات مندرج ہیں۔)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مدد فرمائی

سید جعفر بن حسین برزنجی نے اپنی کتاب "جالیتہ الکرب باصحاب سید العجم والعرب صلی الله علیہ وسلم" میں تحریر فرمایا ہے (اس کتاب میں ان صحابہ کرام سے استغاثہ ہے جو بدر واحد میں شریک جہاد تھے اور ان کی کرامات وعظمت کا تذکرہ ہے) کہ علامہ حموی نے اپنی کتاب "نتائج الارتحال والسفرفی اخبار اھل القرآن الحادی عشر" میں جامع شریعت و حقیقت شیخ احمد بن محمد دمیاطی المعروف ابن عبد الغنی النبامتوفی مدینہ طیبہ ماہ محرم ۱۱۱۶ھ سے روایت کی ہے۔ حضرت شیخ احمد نے فرمایا، میں نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ایک قحط زدہ سال میں مصر سے خریدے گئے دو اونٹوں پر سوار ہو کر سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ میں شرف حضوری چاہتے تھے کہ اونٹ مدینہ پہنچ کر مر گئے۔ ہم خالی جیب ہو چکے تھے، نہ اونٹ خرید سکتے تھے اور نہ ہی کرائے پر سواری لینے کے قابل رہے تھے۔ میں اس تنگ دستی میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں ساری کیفیت عرض کر دی انہیں یہ بھی بتایا کہ کشائش تک مدینہ طیبہ میں ہی ٹھہر جانا چاہتا ہوں وہ کچھ خاموش رہے پھر فرمانے لگے آپ ابھی عم مصطفی سید نا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضری دیں۔ جتنا ہو سکے قرآن پڑھیں اور پھر اول سے آخر تک انہیں اپنا حال سنائیں میں نے تعمیل ارشاد کی اور چاشت کے وقت ہی آپ کے مزار اطہر پر حاضری دی اور شیخ گرامی کے حکم کے مطابق قرآن حکیم پڑھ کر اپنا حال سنا ڈالا۔ ظہر سے پہلے واپس ہوا، باب الرحمتہ میں طہارت خانہ میں وضو کر کے مسجد شریف میں داخل ہوا تو وہاں والدہ محترمہ کو موجود پایا۔ فرمانے لگیں ابھی تمہارے بارے میں ایک آدمی پوچھ رہا تھا اسے ملو۔ میں نے عرض کیا وہ کہاں ہے؟ کہنے لگیں حرم نبوی کے پیچھے چلے جاؤ۔ میں

ادھر چلا گیا۔ وہ صاحب سامنے آگئے۔ پر ہیبت شخصیت اور سفید داڑھی والے انسان تھے۔ مجھے فرمانے لگے شیخ احمد مرحبا! میں نے ان کے ہاتھ چوم لئے۔ مجھے فرمانے لگے مصر چلے جائیں، میں نے عرض کیا آقا! کس کے ساتھ جاؤں؟ فرمانے لگے چلئے میں کسی آدمی کیساتھ آپ کے کرائے کی بات کر دیتا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے مدینہ طیبہ میں مصری حاجیوں کے کیمپ تک لے گئے وہ کچھ مصریوں کے ایک خیمے میں تشریف لے گئے، اور میں بھی ان کے ساتھ خیمے میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے جب خیمے کے مالک کو سلام کہا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا آپ کے ہاتھ چومے اور بے حد تعظیم کی۔ آپ نے فرمایا اومیرے چہیتے! شیخ احمد اور ان کی والدہ کو مصر لے چلنا! اس سال بہت زیادہ اونٹ مر گئے تھے اونٹوں کی قلت تھی اور کرایہ بہت زیادہ تھا۔ اس مصری نے آپ کا حکم مان لیا۔ آپ نے فرمایا، کتنے پیسے لے گا؟ اس نے عرض کیا جتنے آپ کی مرضی ہو گی۔ آپ نے فرمایا اتنے لے لینا۔ اس نے بات مان لی۔ آپ نے اپنے پاس سے کرائے کا زیادہ حصہ ادا کر دیا۔ مجھے فرمانے لگے، شیخ احمد! اپنی والدہ اور سامان کو یہاں لے آئیں، میں وہاں سے اٹھا اور وہ وہاں ہی تشریف فرما رہے۔ میں والدہ ماجدہ اور سامان کے ساتھ واپس آیا۔ اس مصری کو فرمانے لگے کہ مصر پہنچ کر یہ باقی کرایہ تجھے دے دیں گے۔ مصری نے یہ بات مان لی۔ آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور اسے میرے ساتھ اچھائی سے پیش آنے کی وصیت کی۔ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم مسجد شریف پہنچے فرمانے لگے تو مجھ سے پہلے اندر چلا جا، سو میں مسجد میں داخل ہوا نماز کا وقت ہو گیا۔ لیکن انتظار کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ نظر نہ آئے، میں نے بار باران کو تلاش کیا مگر نہ ملے۔ میں اس آدمی کے پاس آیا جسے کرایہ دے کر مجھے چھوڑ گئے تھے، میں نے اس سے آپ کے اور آپ کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا؟ وہ کہنے لگا میں تو انہیں نہیں پہچانتا اور آج سے پہلے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ جب وہ تشریف لائے تو مجھ پر ایسا خوف اور اتنی ہیبت طاری ہوئی جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میں واپس آگیا۔ بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکے۔ میں حضرت شیخ صفی الدین احمد قشاشی کی

خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو ساری بات بتائی۔ فرمانے لگے وہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کی روح پاک تھی جو جسمانی شکل میں سامنے آئی تھی۔ پھر میں اس آدمی کے پاس چلا آیا، جس کے ساتھ مصر جانا تھا، اور باقی حاجیوں کے ساتھ مصر روانہ ہوگیا۔ اس نے دوران سفر محبت و اکرام اور حسن خلق کا ایسا ظاہر کیا جس کا اس جیسے لوگ سفر وحضر میں نہیں کیا کرتے۔ یہ سب کچھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی برکت تھی۔ اللہ ان کے وسیلے سے ہمیں نفع اندوز فرمائے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے زائرین کی حفاظت فرمائی

علامہ برزنجی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی ایک کرامت شیخ محمد بن عبد اللطیف تہتام مالکی مدنی سے روایت کی ہے کہ میرے والد صاحب نے فرمایا حضرت شیخ سعید بن قطب ربانی ابراہیم کردی سید الشہداء عم مصطفی رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لئے بارہ رجب سے پہلے ہی تشریف لے گئے۔ حالانکہ مدینہ والے وہاں بارہ رجب کو جایا کرتے ہیں۔ حضرت سعید بکثرت آپ کی زیارت کو جاتے اور پھر بارہ رجب تک وہیں ٹھہرے رہتے۔ میرے والد صاحب فرماتے ہیں ہم بھی ایک سال آپ کے ساتھ گئے اور دیوان مسعود میں بیٹھ گئے۔ جب رات نے اپنے پردے لٹکا دیے اور سب ساتھی سو گئے تو میں بطور چوکیدار بیٹھ گیا۔ میں نے ایک شاہسوار دیکھا جو وہاں کئی دفعہ چکر لگانے لگا، میں سستی کی وجہ سے نہ اٹھا۔ میں جی میں کہنے لگا اس وقت تک پڑے رہو گے کہ یہ سر چڑھ آئے گا۔ میں اٹھا اور کہا سوار تو کون ہے؟ سوار بولا تو نے پوچھنے کی جرات کیوں کی؟ تو میری پناہ میں اترا ہے اور خود بیدار ہو کر اور چوکیداری کر کے مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ میں تو خود تمہاری حفاظت کر رہا ہوں۔ میں حمزہ بن عبد المطلب ہوں۔ یہ کہہ کر میری نظروں سے اوجھل گئے۔

سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ

امام بخاری، امام بیہقی اور علامہ ابو نعیم نے حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی

ہے ہم سفر میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اندھیری رات میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تو میری انگلیاں روشنی بکھیرنے لگیں اس روشنی پر سب لوگ جمع ہو گئے۔ کوئی بھی ہلاک نہ ہوا اور میری انگلیاں مجسمہ نور بنی رہیں۔

سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ

ابن اسحاق فرماتے ہیں عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان فرمائی حضور نبی ھدی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے دن فرمایا: "حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں" ان کے گھر والوں سے صحابہ نے ان کی کیفیت دریافت کی ان کی بیوی نے جواب دیا کہ جب حاضری کی آواز سن کر وہ گھر سے نکلے تو وہ جنبی تھے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ اسلام نے فرمایا اسی لئے اسے فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ امام بیہقی اور علامہ ابن سعد نے حضرت ہشام بن عروہ کی سند سے ان لفظوں میں حدیث بیان فرمائی ہے کہ میں نے آسمان اور زمین کے درمیان فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو بادلوں کے پانی کو چاندی کے لگنوں میں بھر کر نہلا رہے ہیں۔ حضرت ابو اسید ساعدی فرماتے ہیں ہم حنظلہ کو دیکھنے گئے تو ان کے سر مبارک سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔

(جامع کرامات اولیاء جلد اول صفحہ ۲۱۹)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

بدمذہبوں کی شاطرانہ چال سے آگاہی

از: حضور مظہر اعلی حضرت شیر بیشۂ سنت رضی المولیٰ عنہ

قالت الصلحکلیۃ: -اس وقت سنیوں کے سوا جتنے فرقے ہیں وہ سب اتفاق واتحاد پکار رہے ہیں۔ ان کے مقررین و واعظین ہر جگہ ہر فرقے کے مسلمانوں کے ساتھ محبت ومواخات مودت وموالات کے لیکچر دیتے رہتے ہیں لیکن تصلب کا سبق دینے والے یہ چند سنی مولوی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ مسلمانان اہل سنت صرف اپنے آپس ہی میں میل جول اتفاق و اتحاد رکھیں۔ اور اہلسنت کے سوا ہر ایک فرقے سے بالکل علیحدہ و بیزار رہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ بہت ہی تنگ دل اور وہ لوگ بہت ہی وسیع الخیال وسیع الاخلاق ہیں۔

اقول: وہابیہ دیوبندیہ، وہابیہ نجدیہ، وہابیہ غیر مقلدین ومرزائیہ ونیچریہ وچکڑالویہ ورافضیہ واحراریہ ولیگیہ وخاکساریہ وآغاخانیہ وجٹادھاریہ بہائیہ و صلحکلیہ وغیرہم بدمذہبوں، لامذہبوں بددینوں بے دینوں کے جس قدر فرقے ہیں یہ سب عوام اہلسنت ہی کو بہکا کر بہلا پھسلا کر اپنے اپنے فرقے میں داخل کر رہے ہیں۔ ان سب فرقوں کے افراد کی اگر تحقیقات کی جائے تو ان میں فیصدی ایک وہ لوگ ملیں گے جو مجوس وہنود و نصاری ویہود وغیرہم کھلے ہوئے کفار عنود میں سے نکل کر ان فرقوں میں داخل ہوئے ہیں ورنہ فیصدی ننانوے وہی لوگ ملیں گے جو پہلے سنی مسلمان تھے اور اپنی بے علمی و ناواقفی و نافہمی و کم فہمی کی شامت یا کسی دنیوی دباؤ یا لالچ کے سبب ان خبثاء کی صحبت ومحبت کی نحوست میں مبتلا ہو کر مذہب اہلسنت چھوڑ کر معاذ اللہ ان کفری مذہبوں میں سے کسی فرقے میں داخل ہو گئے ہیں اور اب بھی ان ناپاک فرقوں کے مبلغین و مکلبین اکثر و بیشتر عوام اہلسنت ہی کو بہکا کر اپنے کفری مذہب میں داخل کرانے کی ناپاک کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ تو یہ سب فرقے وہ ناپاک شکاری ہیں جو مسلمانانِ اہلسنت کے دین و ایمان کا شکار کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس سے متنفر ہو کر بھاگ جائیں بلکہ چڑی مار تو

ان کو پھانسنے کے لئے ان کے آگے وہی دانہ ڈالتا ہے جو ان چڑیوں کو مرغوب و محبوب ہوتا ہے۔ جال کو چھپا دیتا ہے کہ چڑیاں بھڑک نہ جائیں۔ایک ٹٹی سے اپنے کو چھپا لیتا ہے اس ٹٹی پر سیم کریلے کدو کی ہری ہری، بیلیں چڑھی ہوتی ہیں۔ سبز سبز گھاس جمی ہوتی ہے کیوں کہ پرندوں کو جنگوں میں لہلہاتا ہوا سبزہ بہت ہی پسند ہوتا ہے۔ پھر اس ٹٹی کی آڑ میں چھپ کر انہیں چڑیوں کی بولی بولتا ہے کہ وہ چڑیاں اپنی مرغوب پسندیدہ غذا اور خوش نما فرحت بخش سبزہ دیکھ کر اپنے ہم قوم کی بولی سن کر دھوکا کھائیں۔ اور شکاری کے جال میں آکر پھنس جائیں آخر یہ سب انتظامات کیوں ہیں؟ اسی لئے تو کہ جن چڑیوں کا پھانسنا اس چڑی مار کو منظور ہے وہ بھڑک کر اڑ نہ جائیں۔ اسی طرح یہ ناپاک فرقے اگر سنیوں سے بائیکاٹ کرلیں عوام اہلسنت سے میل جول قطعا چھوڑ دیں تو پھر ان سنیوں کو کیوں کر اپنے اپنے فرقہ میں داخل کرا سکیں گے۔ کسی سنی مسلمان کو کس طرح بدمذہب بنا سکیں گے۔ البتہ دین و مذہب کا درد رکھنے والے متصلبین علمائے اہلسنت جو ان بلبلان گلزار اسلام و طوطیان چمن سنیت کے محافظ و نگہبان بنائے گئے ہیں ان کا فرض منصبی یہی ہے کہ وہ مرغ زار مذہب اہلسنت کی ان بھولی بھالی چڑیوں کو ہوشیار کرتے رہیں کہ ان سب فرقوں سے دور بھاگو یہ تم کو شکار کرنا چاہتے ہیں۔ ان فرقوں کا تمہیں خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف سنانا در حقیقت شکاری کا چڑیوں کے آگے مرغوب دانہ ڈالنا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ سنّی مسلمانوں کو خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کی حمد و نعت ہی پسند ہے، اس لئے ان کو حمد و نعت کے گیت سنا کر پھانسا جاتا ہے ان کا اپنے آپ کو مسلمان مسلمانوں کا لیڈر مسلمانوں کا مولوی مسلمانوں کا پیر کہنا وہی شکار کی ٹٹی ہے۔ اگر نام اسلام کی ٹٹی اپنے اوپر سے ہٹا دیں تو کون سا سنی مسلمان ان کے جال میں پھنسے۔ ان کا اتفاق و اتحاد کے رنگ رچانا محبت و مودت کے ڈھونگ جمانا وہی اپنی بدمذہبی و بددینی کے جال کو اس پردے میں چھپانا ہے۔ یہ ان فرقوں کی وسیع الاخلاقی نہیں بلکہ فن صیادی کی بد ترین مشاقی ہے اور ہر بدمذہبی و بدعقیدگی سے اپنی پناہ میں لینے والا اللہ حی باقی ہے.

جل وعلا و الصّلوة والسلام علی حبیبه المجتبی وآله وصحبه وابنه الغوث الاعظم وحزبه ذوی المجد والعلا۔ اسی مضمون کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ چور کبھی چلاتا یا شور مچاتا ہوا نہیں آتا وہ تو چوری کرنے کے لئے نہایت احتیاط کے ساتھ دبے پاؤں آتا ہے۔ کہ لوگ سوتے ہی رہیں اور وہ اپنا کام کر جائے۔ شور مچانا تو پہرہ داروں اور پاسبانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ سونے والوں کو بیدار غافلوں کو ہوشیار کرتے رہیں تاکہ چوروں کی چوری سے لوگوں کی دولت محفوظ رہے۔ یہ سب بدمذہب بے دین فرقے تو مسلمانان اہلسنت کی متاع ایمان اور دولت دین ومذہب کو چرا رہے ہیں۔ اسی لئے یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانان اہلسنت اتفاق و اتحاد محبت و وداد کی گہری نیند میں غافل پڑے سوتے رہیں۔ دین کے لٹیروں مذہب کے چوروں سے ہوشیار نہ ہونے پائیں۔ یہ ان کی ایمانی دولت کو چرا کر ان کو اپنا سا بدمذہب بنا دیں۔ لیکن حضرات متصلبین علمائے اہلسنت دامت برکاتہم وہ پاسبان مذہب و ملت اور نگاہبانان اسلام وسنیت ہیں جو بتوفیق اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم پاسبانی دین و مذہب کے اس فرض اہم کو جو ان پر سرکار ابد قرار شاہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ اس نازک زمانہ پر فتن میں بھی بقدر قدرت و حسب استطاعت ادا کر رہے ہیں۔ اور تحریرا و تقریرا باآواز بلند اعلان فرما رہے ہیں۔ اتفاق واتحاد کی نیند میں سونے والے بھولے بالے سنی مسلمانوں کو جگا رہے ہیں کہ ان سب بدمذہب فرقوں ان کے مولویوں ان کے لیڈروں سے ہوشیار رہو۔ یہ تمہارے دین و مذہب کے رکھوالے بن کر تمہارے اسلام تمہاری سُنیت کو چرانے کی فکر میں ہیں۔ دیکھو سیاسی ترقی کے لالچ کی نیند اور اتفاق واتحاد کے خواب میں غافل نہ ہو جانا کہ معاذاللہ دولت دین ومذہب سے ہاتھ دھو بیٹھو۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے !
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے !
سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے !
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے !
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں

تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

حضور پر نور امام اہلسنت پاسبان مذہب و ملت مجدد اعظم سیدنا اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اشعار مبارکہ میں اسلام و سنیت کی بے بہا دولت کو سونا اور دین و مذہب کی پونجی کو گٹھری اور بدمزہبوں بے دینوں کے ساتھ اتفاق و اتحاد و دوستی و وداد کو نیند اور سو جانا اور ان سے بحکم شریعت مطہرہ دور و نفور رہنے کو جاگ اٹھنا اور بیدار ہو جانا اور چشم بصیرت کو آنکھ اور ایمان کو کاجل فرمایا ہے کہ ایمان ہی چشم بصیرت کا وہ کاجل ہے جس کے بغیر دل کی آنکھ قطعا اندھی ہے۔ چور اگر لوگوں کو جگاتا ہوا آئے تو چوری ہی نہ کر سکے۔ یہ بد مذہب و بے دین فرقے اگر اتفاق واتحاد محبت و وداد کی گہری اور میٹھی نیند سے مسلمانان اہلسنت کو جگا دیں تو یہ کبھی کسی سنی مسلمان کے دین و مذہب پر کسی طرح کا کوئی حملہ ہی نہ کر سکیں۔ اس لئے ایمان و دین کے ان چوروں کو اسلام و سنیت کی چوری میں کامیاب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ باہمی محبت و وداد کے پنکھے جھل جھل کر دوستی و انقیاد کی ٹھنڈی ہوا دے دے کر سنی مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی میٹھی نیند میں سلائیں اور یہ اطمینان کے ساتھ ان کی متاع دین و مذہب کو چرائیں۔ چور ہمیشہ پہرہ داروں اور پاسبانوں کے دشمن ہوا کرتے ہیں۔ یوں ہی ایمان و دین کے یہ چور سب سے زیادہ انھیں پاسبانان اسلام و سنیت حضرات علمائے اہلسنت ہی کے دشمن ہیں۔ اخباروں اشتہاروں میں ناولوں افسانوں میں کتابوں رسالوں میں تقریروں لیکچروں میں برابر پروپیگنڈے کرتے رہتے ہیں کہ یہ مولوی اتفاق و اتحاد کے دشمن ہیں۔ محبت و دوستی کے مخالف ہیں۔ وطن کے بدخواہ قوم کے غدار ہیں۔ سیاسی و اقتصادی ترقیاں مولویوں کو نہیں بھاتیں۔ ان سب بدگوئیوں کے بہتان پردازیوں کا مطلب صرف یہی ہے کہ یا تو یہ نگاہبانان اسلام و سنیت پاسبانان ملت و مذہب کو ڈرا دھمکا کر خاموش کر دیں تاکہ کوئی سوتوں کو جگانے والا ہی نہ رہے۔ اور دین و ایمان کے چوروں کی بن پڑے۔ یا مسلمانان اہلسنت اپنے دین و ایمان کے ان پہرہ داروں کی طرف سے بدظن اور اپنے اسلام اپنی سنیت کے ان پاسبانوں کے دشمن ہو جائیں۔ ان کے جگانے کو خیال میں بھی نہ لائیں۔ اور اتفاق و اتحاد کی میٹھی نیند میں

پڑے خراٹے لیتے رہیں اور بصوص دین و سارقین ایمان برابر اپنا کام کرتے رہیں۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

اور پاسبان جو لوگوں کو چوروں سے ہوشیار کرتا پھرتا ہے۔ اس پر دل آزاری و اشتعال انگیزی و امن شکنی و منافرت افگنی کے الزامات قطعاً نہیں لگائے جاسکتے تھے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہ پہرہ دار لوگ ان چوروں کی دل آزاری کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے جذبات کو چوروں کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ اگر یہ چپ رہا کریں تو امن وامان کے ساتھ چوریاں ہو جایا کریں لیکن یہ چلا چلا کر لوگوں کو ہوشیار کر دیتے ہیں جو چوروں سے مقابلہ بھی ہو جاتے ہیں۔ مار پیٹ لڑائی جھگڑے کے واقعات بھی پیش آجاتے ہیں۔ گھر والوں اور چوروں کے درمیان منافرتیں بھی پھیل جانے اور بڑھ جانے کے حادثات رونما ہوتے ہیں۔ ان سب فسادات کی ذمہ داری انھیں پہرہ داروں پاسبانوں کے سروں پر ہے۔ کیا جو ایسا کہے دنیا اسے شفاخانہ حیوانات میں بھیجے جانے کے قابل نہ ٹھہرائے گی۔ ہمارے اس بیان سے واضح وروشن کہ بدمذہبوں بے دینوں کے رد میں حضرات متصلبین علمائے اہلسنت کے فتاوی کا مقصد ان کی تقریروں تحریروں کا منشا ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ امن وامان میں خلل پڑے یا طبقات وافراد میں باہم عناد و منافرت پھیلے۔ یا بڑھے۔ یا کسی کی دل آزاری کی جائے۔ یا کسی کے خلاف لوگوں کے جذبات کو مشتعل کیا جائے بلکہ ان کا واحد مقصد اور خود ہمارے اس فتوے کا مقصد صرف یہ ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے نگہبانی اسلام وسنیت اور پاسبانی مذہب وملت کا جو فرض خادمان دین ومذہب پاسبان اسلام و سنیت پر مقرر فرمایا گیا ہے۔ اس کو اپنی قدرت کے مطابق اپنی استطاعت کے موافق بتوفیق اللہ تعالیٰ وبفضل حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم بجالاتے رہیں۔

(تجانب اہلسنت، صفحہ ۵۸۹)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

بے دینوں سے مساجد بچائیں

از:- عبید حشمت علی

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم علیه و علی آله و صحبه وبارک وسلم

وہ مبارک دور جس میں بظاہر مسلمان تعداد میں کم تھے، مگر قلوب ان سب کے نور ایمان سے منور تھے، اور منافقوں کے لئے مساجد سے، قم، فاخرج فانک منافق (اٹھ، نکل جا، کہ تو منافق ہے) کی مبارک صدائیں آتی تھی، آج کچھ مولوی صاحبان کہتے ہیں، "ارے انکو آنے دو، ہماری تقریر سن کر ہی تو سمجھیں گے" ذرا انہیں بتلایئے، کہ ھادی و مھدی نور الھدی صلی اللہ علیہ وسلم کو سن کر اپنی ازلی بد بختی کی بناپر نہ مانے نہ سدھرے، نہ سمجھے، تو تمہاری کی کیا وقعت؟

اب سنئے امام اہلسنت قدس سرہ کی کہ یہ مقام ہے، صلحکلیوں پر پہاڑ ٹوٹ پڑیں، فرماتے ہیں:

"وہابیہ کے لئے دعاء فضول ہے، ان کے لئے آچکا ہے وہابی کبھی لوٹ کر نہ آئے گا اور جو ہدایت پا جائے وہ وہابی نہ تھا، ہو چلا تھا" (الملفوظ، سوم،۳۹)

ذرا غور کریں کہ وہابیہ کے لئے دعائے ہدایت تک فضول ہے۔

سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"وہابی اپنے عقائد خبیثہ کے سبب اسلام سے خارج ہے، احکامھم احکام المرتدین (ان کے احکام مرتدین کے احکام ہے) انھیں مسلمانوں کی مسجد میں آنے کا کوئ حق نہیں انھیں روکا جائیں اگر وہ نہ رکیں یا ممانعت پر فتنہ فساد پر اتر آئیں تو حکومت سے انھیں رکوایا جائے" (فتاوی مصطفویہ شریف، ص-۲۱۲)

حضور شیر بیشۂ سنت مظہر اعلیحضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: "مسلمانوں کی بنوائی ہوئی مسجد میں سنیوں کے سوا کسی اور فرقے کہ کلمہ گویوں کو حاضر ہونے نماز پڑھنے کا حق ہونا خلاف مذہب اہلسنت ہے جو ہر گز ہر گز گمراہوں بدمذہبوں کو دینا جائز نہیں" (فتاوی حشمتیہ شریف، جلد ۱، ص-۱۷۵)

سرکار اعلیحضرت قدس سرہ کو ماننے کا دعویٰ آسان ہے، ذرا سرکار اعلیحضرت قدس سرہ کی بھی مانے تو بات بنے۔

فرماتے ہیں مجدد اعظم علیہ الرحمت والرضوان:

"روافض کو اپنے ساتھ نماز میں شریک کرنا ہر گز جائز نہیں کہ جب وہ شرعاً مسلمان ہی نہیں تو وہ نہ اہل عبادت ہیں نہ ان کی نماز نماز کہ عبادت کی پہلی شرط اسلام ہے اور جب ان کی نماز باطل محض ہے تو انہیں شریک کرنا صف کا قطع کرنا ہوگا کہ غیر نمازی صف میں کھڑا ہے اور صف کا قطع کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: " من قطع صفا قطعہ اللہ" یعنی جو کسی صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کردے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو لوگ ان احکام شرعیہ کی مخالفت کریں رافضی کو متولی بنائیں یا اسے نماز میں داخل کریں صراحۃً شریعت کے بدلنے والے اور احکام الٰہی کے خلاف چلنے والے اور مستحق تعزیر شدید وعذاب مدید ہیں یہ بھی جب کہ ان روافض کے عقائد پر مطلع ہوکر انہیں کافر جانیں اور براہ خباثت نفس اپنے کسی دنیوی علاقہ کے سبب ان امور کے مرتکب ہوں ورنہ ایسی حالت میں انہیں مسلمان جانیں تو خود ہر گز مسلمان نہ رہیں گے۔"

(فتاوی رضویہ شریف، جلد ۱۶، ص-۶۱۸)

اور فرماتے ہیں:

"جب وہ تمام علمائے حرمین شریفین کے متفق علیہ فتوے سے کافر و مرتد ہیں تو مسجد میں ان کا کیا حق، حدیث ابن حبان مذکور فتاوی الحرمین میں ہے: "لاتصلوا معہم" ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ ان کے پیچھے تو نماز باطل محض ہی ہے صف میں ان کا کھڑا ہونا بھی جائز نہیں کہ ان کی نماز نماز ہی نہیں، تو عین نماز میں بالکل خارج از نماز ہیں تو ان کے کھڑے ہونے سے صف قطع کہ غیر نمازی حائل اور صف قطع کرنا حرام نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "من قطع صفا قطعہ اللہ" جو صف قطع کرے اللہ اسے کاٹ دے، تو جو مسلمانوں میں سربرآوردہ ہو جو ان کے منع پر بلا فتنہ وفساد قدرت رکھتا ہو اس پر فرض ہے کہ انھیں مسجد میں آنے سے روکے اور مسلمانوں

کی نماز کو خراب ہونے سے بچائے، مسلمانوں کو نرمی و تفہیم اور جو نہ مانے اسے ہر جائز سختی و تشدد کے ساتھ ان کے میل جول سے باز رکھے کہ یہ نہی عن المنکر ہے اور نہی عن المنکر تاقدر قدرت فرض قطعی ہے اور جو نہ کرے وہ اسی مجرم کا اس کے عذاب میں ساتھی، اصحاب سبت پر جب عذاب الٰہی نازل ہوا کہ _قلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین_ ہم نے ان سے فرمایا ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے۔ جو انھیں منع نہ کرتے تھے وہ بھی ان کے ساتھ بندر کردئے گئے منع کرنے والوں نے نجات پائی جو ان کے خیالات وحالات پر مطلع ہو کر انھیں عالم جانے یا قابل امامت مانے ان کے پیچھے نماز پڑھے وہ بھی انھیں کی طرح کافر ومرتد ہے کہ "من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر"۔بلا شبہہ علمائے اہلسنت پر اعانت سنت واہانت بدعت تحریراً وتقریراً بقدر قدرت فرض اہم واعظم ہے اور ہر موذی کو مسجد سے نکالنا بشرط استطاعت واجب بلکہ اگرچہ صرف زبان سے ایذا دیتا ہو خصوصا وہ جس کی ایذا مسلمانوں میں بدمذہبی پھیلانا اور اضلال واغوا ہو"

(ایضا، جلد، ۱۴، ص-۵۹۴)

اور ایک جگہ فرماتے ہیں:

"غیر مقلدین زمانہ بحکم فقہا وتصریحات عامہ کتب فقہ کافر تھے ہی، جس کا روشن بیان رسالہ الکوکبۃ الشھابیۃ و رسالہ السیوف ورسالہ النھی الاکید وغیرہا میں ہے اور تجربہ نے ثابت کردیا کہ وہ ضرور منکران ضروریات دین ہیں اور ان کے منکروں کے حامی وہمراہ، تو یقینا قطعاً اجماعاً ان کے کفر وارتداد میں شک نہیں، اور کافر کی نماز باطل، تو وہ جس صف میں کھڑے ہوں گے اتنی جگہ خالی ہو گی اور صف قطع ہو گی اور قطع صف حرام ہے"

(ایضا، جد ۷، ص-۱۵۱)

وہابیہ وسائر مرتدین کو مساجد میں گھسنے دیا، اس کا نتیجہ سامنے ہے وہ خبیث قتلھم اللھم علیھم اجمعین مساجد اہلسنت پر سانپ بن کر بیٹھے ہیں، لہٰذا سنی مسلمانوں پر واجب ہے کہ انھیں اپنی مساجد میں آنے سے روکیں مساجد کے باہر لیگل نوٹس بورڈ لگوائیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی

سنت پر عمل کریں، تفصیل اسکی ہمارے مضمون "اٹھ! نکل جا منافق و منافقین کی مسجد کا حال" میں دیکھئے۔ نسأل اللہ حسن التوفیق۔ آمین

فقیر عبید حشمت علی غفرلہ القوی

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

فداک أبي وأمي یا رسول اللہ ﷺ

فرمان مظہر اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ

"کسی سنی کو مخالف نہ بناؤ نہ کسی مخالف کی مخالفت کا جو سنی ہو مقابلہ کرو، بس خدمات سنیت و رضویت کو ہی اپنا نصب العین رکھو۔ خدا و رسول جل جلالہ وصلی المولیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم غوث پاک و اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما اپنے فضل و کرم و عون و امداد کے ساتھ دارین میں ہمیشہ ہمارے اور تمہارے ساتھ رہیں گے۔ آمین"

(مکتوبات مظہر اعلیٰ حضرت)

مدیر اعلیٰ :- نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی
محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی
ناشر - مکتبۂ حشمتیہ